بین الاقوامی مذہبی آزادی پر امریکی کمیشن (USCIRF) محکمہ داخلہ سے الگ تھلگ اور جداگانہ حیثیت کا حامل ایک ادارہ ہے۔ یہ امریکی کانگرس کا تشکیل کردہ خود مختار اوردو پارٹیوں پر مشتمل امریکی حکومت کا ایک مشاورتی ادارہ ہے جو عالمی سطح پرمذہبی آزادی پر نظر رکھتا ہےاور صدر، وزیر داخلہ اور کانگریس کو حکمت عملی کے بارے میں سفارشات پیش کرتا ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) ، انسانی حقوق کےعالمی اعلامیہ اور دیگر بین الاقوامی دستاویزات میں فراہم کردہ معیار کی بنیاد پر ہمارے قانونی منشور پر سفارشات مرتب کرتا ہے۔ 2015 کی سالانہ رپورٹ موجودہ بدعنوانیوں پر کمشنروں اور پیشہ ورعملہ کے اراکین کی سال بھر کی کوششوں کے نتائج پیش کرتی ہے اور امریکی حکومت کو آزادانہ حکمت عملی کی تجاویز دیتی ہے۔ 2015 کی سالانہ رپورٹ 31 جنوری 2014 تا 31 جنوری 2015 کے عرصہ کا احاطہ کرتی ہے، تاہم اس عرصہ کے بعد رونما ہونے والے چند ایک نمایاں واقعات کا ذکر بھی اس میں کیا گیا ہے۔

پاکستان

اہم معلومات: پاکستان دنیا میں مذہبی آزادی کے حوالہ سے ان ممالک کے لیے ایک بدترین صورتحال پیش کرتا ہے جو امریکی حکومت کی طرف سے اب تک "غیر معمولی تشویش کے حامل ممالک" کے طور پرنامزد نہیں کیا گیا ۔ گزشتہ سال حکومت سلامتی کی دشوار صورتحال سے دوچار رہی اور اس نے طالبان سے لڑائی کی کوششوں کا آغاز کیا۔ تاہم، ان کوششوں کے باوجود پاکستان کو دیرینہ فرقہ وارانہ گروہی فسادات کا سامنا رہا ہے جس میں شیعہ مسلمانوں، عیسائیوں، احمدی مسلمانوں اور ہندؤں کو نشانہ بنایا گیا۔ عدالت عظمی کی طرف سے مثبت فیصلوں کے باوجود حکومت زیادتی کا شکار ہونے والے گروپوں کو مناسب تحفظ فراہم کرنے یا اس عمل کے مرتکب اور تشدد پر اکسانے والے افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پاکستان کے جابرانہ توہین رسالت اور احمدی مخالف قوانین نے مذہبی آزادی کی خلاف ورزی اور سزا سے بریت کے ماحول کی نشونما جاری رکھی۔ جیسا کہ سال 2002 میں یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) نے تجویز کیا تھا، سال 2015 میں ایک بار پھر وہ یہ تجویز کرتی ہے کہ پاکستان کو مذہبی آزادی کے بین القوامی قانون [انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم ایکٹ (IRFA)] کے تحت "غیرمعمولی تشویش کا حامل ملک" یا سی پی سی [کنٹری آف پرٹیکولر کنسرن(CPC)] ملک قرار دیا جائے۔

پس منظر

پاکستان مذہبی اورنسلی اعتبار سے 190 ملین سے زائد افراد پر مشتمل ایک مخلتف قسم کا ملک ہے۔ سال 1998 کی مردم شماری سے پتا چلا کہ پاکستان میں 95 فی صد افراد نے اپنے آپکو مسلمان ظاہر کیا ۔ ان میں سے 75 فی صد افراد نے اپنے آپکو سنیّ ظاہر کیا لیکن یہ تعداد سنّیوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کی 25 فی صد آبادی کی بطور شیعہ شناخت ہوئی۔ دو تا 4 ملین احمدی اپنے آپکو مسلمان سمجھتے ہیں لیکن پاکستانی قانون ان کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا۔ غیرمسلم مذاہب آبادی کےلگ بھگ پانچ فیصد حصے پر مشتمل ہیں جن میں عیسائی، ہندو، پارسی/ آتش پرست، بہائی، سکھ ، بدھ مت اوردیگرافراد شامل ہیں۔ شیعہ، عیسائی اور ہندو گروپوں کا خیال ہے کہ ان کی کمیونٹیز مردم شماری کی بیان کردہ تعداد سے زائد افراد پر مشتمل ہیں۔

پاکستانی عدالت عظمی نے سال 2014 میں بہت سے مواقعوں پرمذہبی اقلیتوں کے خلاف ہونے والے تشدد کا معاملہ اٹھایا یہاں تک کہ خصوصی پولیس فورس اور نگران اداروں کی تشکیل کا حکم دیا ۔ ۔ عدالتی نگرانی اور جمہوری اداروں کے باوجود حکومت پاکستان مذہب اورعقیدے کی آزادی کےسلسلہ میں ہونے والی منظم، جاری اور شدید خلاف ورزیوں میں شامل اور برداشت کرتی ہوئی پائی گئی ۔ پاکستان کا قانونی ماحول مذہب کی بنیاد پرہونے والی امتیازی دستوری قانون سازی بشمول توہین رسالت کے قوانین کے باعث خاص طور پر جابرانہ ہے۔ حکومت اقلیت واکثریت دونوں ہی طرح کے شہریوں کو، فرقہ وارانہ اورمذہبی بنیادوں پر تشدد کے خلاف تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوئی ، اور پاکستانی حکام نے جرم کے مرتکب افراد کے خلاف نہ تو تواتر کے ساتھ قانونی کاروائی کی ہے اور نہ ہی تشدد کو ہوا دینےوالے معاشرتی عناصر کے خلاف کوئی قدم اٹھایا ہے۔

ایسی فضا میں، وزیراعظم نواز شریف اورپالیمان میں ان کی پارٹی نے تشدد کے واقعات کے خلاف مزمتی بیانات جاری کیے اور وزارت مذہبی امور کے تحت مذہبی اقلیتوں سے متعلق ایک کمیشن قائم کیا ہے۔ جرم کے مرتکب افراد کے خلاف قانونی کاروائیاں اگرچہ عام طور پرکبھی کبھار ہی ہوئیں لیکن اس سال انسداد دہشت گردی کی عدالت نے 2010 میں احمدی مسجد پر حملہ کےالزام میں ایک شخص کوموت کی سزا سنائی ہے۔ انسداد دہشت گردی کی ایک عدالت نےنومبر 2014 میں ایک ہجوم کی طرف سے توہین رسالت کے الزام میں ایک عیسائی جوڑے پرحملہ کر کے انہیں قتل کر دینے کے الزامات پر چار افراد کو پولیس کی حراست میں دیا ہے۔ سول عدالتوں میں، جہاں پراس طرح کے زیادہ تر مقدمات کی سماعت ہوتی ہے، دہشت گرد وکلاء اور ججوں کو خوفزدہ کرسکتے ہیں جبکہ ہجوم میں حملوں کے مرتکب افراد کو اکثر اوقات ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے۔

جابرانہ قوانین کی اصلاح کے لیے کوئی کاروائی نہیں کی گئی جبکہ مشاہدین نے نوٹ کیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کے 1000 گھنٹوں میں صرف 15 گھنٹے مذہبی اقلیتوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد پرگفتگوکی گئی ہے۔علاوہ ازیں سابق حکومت کے برعکس شریف حکومت نے اثرورسوخ رکھنے والے عہدوں پر مذہبی اقلیتوں کی نمائندگی میں کمی کردی، کیونکہ مذہبی ہم آہنگی کی وزارت کومذہبی امور کی وزرات میں جڑے رہنے دیا گیا جو کہ بنیادی طور پرحج کروانے کا بندوبست کرتی ہے۔ شریف حکومت نےاقلیتوں کی چھٹی کے دن کو تسلیم کرنا جاری رکھا جس کا آغاز مرحوم شہباز بھٹی نے کیا تھا جو کہ اقلیتی امور کے وزیر تھے اور جنہیں 2011 میں ہلاک کر دیا گیا تھا، تاہم حکومتی اہلکاروں کی طرف سے اس میں شرکت کم تھی۔ شہبازبھٹی کے قاتلوں پرچلایا گیا مقدمہ گواہان کو کمرہ عدالت میں دہشت گردوں کی طرف سے دی گئی دھمکیوں کی وجہ سےملتوی کردیا گیا تھا ۔

جون 2014 میں متواترحملوں کے بعد پاکستان کی بری افواج نے پاکستانی طالبان کے شمالی وزیرستان میں کاروائیوں کے گڑھ کے خلاف فوجی کاروائی کا آغاز کیا ۔ جوابی کاروائی میں پاکستانی طالبان نے آسان اہداف مثلاً شیعہ مساجد، گرجا گھروں اورپشاور کے اسکول میں فوجی افسران کے بچوں کو نشانہ بنایا۔ 16 دسمبر کا اسکول پر حملہ جس میں 130 سے زائد بچے مارے گئے، زیادہ تر قتل کے طرز پر ہلاک کیے گئے اور ایک بڑی تعداد میں زخمی ہوئے ---جس کی وجہ سے وزیراعظم نواز شریف نے ایک قومی ایکشن پلان کا آغاز کیا جس کی حمایت بڑی سیاسی جماعتوں نے کی ۔ 20 نکاتی پلان نےمنجملہ دیگر باتوں کے دہشت گردوں پرمقدمات چلانے کے لیے فوجی عدالتیں تشکیل دیں، مذہبی انتہا پسندی کو روکنے اور مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اقدامات اٹھانے پر زور دیا اور کہا کہ مدرسوں کو رجسٹرڈ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

زیر بیان عرصہ کے بعد یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کمشنروں نے مارچ 2015 میں پاکستان کا کمشنر کی سطح کا پہلا دورہ کیا۔ کمشنروں نے اعلی سطح کے پاکستانی اہلکاروں کے ساتھ ملاقات کی جن میں قومی سلامتی کے مشیر سرتاج عزیز کے علاوہ وزارت داخلہ اور مذہبی امور کی وزارت کے اہلکار بھی شامل تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ پاکستان سے یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) وفد کی روانگی کے دن خود کش بمباروں نے لاہور میں دو گرجا گھروں پر حملے کیے۔

مذہبی آزادی کی صورتحال 2014 - 2015

ہدفی فرقہ وارانہ تشدد: زیر بیان عرصہ کے دوران اقلیتی شیعہ کمیونٹی کے ساتھ ساتھ عیسائیوں، ہندوؤں اور احمدیوں کے خلاف ہونے والے تشدد کو پاکستانی حکومت کی طرف سے مؤثرانداز سے روکنے میں مسلسل ناکامی رہی۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کی معلومات کے مطابق جولائی 2013 تا جون 2014 تک فرقہ وارانہ تشدد کے 122 واقعات پیش آئے جن کے نتیجے میں 1,200 سے زائد افراد زخمی اور430 ہلاک ہوئے۔ اس طرح کے تشدد کے

مرتکب افراد کوحکام تسلسل کے ساتھ انصاف کے کٹہرے میں نہیں لا سکے۔ 2014 میں متواترحملوں کے بعد پاکستانی طالبان کے ساتھ امن معاہدہ کی ابتدائی کوششیں تحلیل ہو کر ایک بڑے فوجی حملے کا سبب بنیں۔ پاکستانی طالبان مذہبی اقلیتوں اور ان سنّی مسلمانوں جو ان کے نقطہ نظر سے اختلاف رکھتے تھے کے لیے ایذا رسانی کا ایک بڑا سبب رہے ہیں اس لیے فوجی کاروائی ان کی تشدد کے استعمال کی اہلیت کو محدود کرسکتا ہے۔ تاہم پاکستانی طالبان، جیسا کہ ماضی میں ہوتا آیا ہے شیعہ مسلمانوں اور اسکولوں کو نشانہ بنانے کے ذریعہ جوابی کاروائی کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جرم کا ارتکاب کرنے والے اور مذہبی تشدد پر اکسانے والے افراد کی گرفتاری اور ان پر مقدمات چلائے جانے کو یقینی بنانے کے لیے سویلیئن سطح پر اسی طرح کی حکومتی کوشش کے بغیر فوجی کامیابیوں کی مدت مختصر ہو سکتی ہے۔

شیعہ مسلمان: سال 2014 کے دوران انتہا پسند اور دہشت گرد تنظیموں کی جانب سے بلا خوف و خطرشیعہ جلوسوں اورمساجد کے ساتھ ساتھ سماجی میل جول کے مقامات کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ پولیس اگرموجود بھی ہوئی تووہ حملہ آوروں کی طرف سے لوگوں کو قتل ہونے سے قبل بچا لینے میں ناکام رہی جبکہ حکومت کی طرف سے شیعوں کو متواترنشانہ بنانےوالےگروپوں کی بیخ کنی نہیں کی گئی۔ حکومت نے لشکر جھنگوی جو کہ ایک کالعدم دہشت گرد تنظیم ہےاور بہت سے حملوں کی پشت پناہی کرتی ہے، کے رہنما پرکامیابی کے ساتھ مقدمہ نہیں چلایا گیا اور اس کو مبینہ شواہد کے فقدان کے سبب بار بار رہا کر دیا جاتا رہا۔

عیسائی: عیسائیوں کے خلاف تشدد جاری رہا ہے جبکہ صوبائی اور وفاقی اہلکاروں کی طرف سے ان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے چند ایک اقدامات لیے گئے ہیں۔ مثال کے طورپر2013 میں پنجاب میں جوزف کالونی کے نام سے موجود ایک عیسائی بستی پر ایک ہجوم کے حملہ کے بعد، صوبائی حکومت نے تھوڑا سا ازالہ تو کیا لیکن تمام حملہ آوروں کوضمانت پررہا کردیا گیا۔ واحد آدمی جوجیل میں سزا کاٹ رہا ہے وہ ایک عیسائی ہے جس پر توہین رسالت کا غلط الزام لگایا گیا اور اس کو سزائے موت سنائی گئی ۔ عیسائیوں کے خلاف توہین رسالت کے الزامات کی وجہ سے دیگرحملےجاری ہیں (ذیل میں ملاحظہ فرمائیں)۔

احمدی: 2014 کے دوران مذہبی بنیادوں پراحمدی برادری کا قتل عام فرداً فرداً جاری رہا ہے۔ ایک کنیڈین امریکن احمدی ڈاکٹر جومئی 2014 میں پاکستان میں امدادی کام کے سلسلہ میں آیا تھا، اس کواس کے گھر والوں کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔ جولائی میں تین احمدی – ایک نانی اوراس کے دو نواسے – ایک ہجوم کے آتشن زنی کے حملہ میں ہلاک کر دیے گئے تھے۔ دسمبر کے مہینے میں پاکستان کے ایک بڑے ٹیلی ویژن اسٹیشن نے ایک مذہبی اسکالر کا انٹرویو نشر کیا جس نے احمدیوں کا حوالہ "دشمن" کی حیثیت سے دیا۔ چند دن بعد ایک احمدی کو قتل کر دیا گیا؛ کمیونٹی کو شبہ ہے کہ ٹیلی ویژن کی نشریات اس ترغیب کا سبب بنی ہے۔ (احمدی برادری پر ڈھائے جانے والے مزید منفرد قانونی مظالم ذیل میں ملاحظہ فرمائیں)۔ علاوہ ازیں مقامی پولیس نے احمدی برادری کی مساجد سے قرآنی نسخوں اورميناروں کو بار بار جبراً ہٹوایا ۔

ہندو برادری: 2014 کے دوران ہندو عورتوں کے اغواء، انہیں جبراً اسلام قبول کروانے اورمسلمان مردوں کے ساتھ زبردستی شادی کرنے کے الزامات تسلسل کے ساتھ جاری رہے ہیں۔ ہندو عورتیں خاص طور پر ان جرائم کا نشانہ بنتی ہیں کیونکہ پاکستانی قانون ہندوؤں کی شادیوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ مارچ 2014 میں ایک ہجوم نےاس الزام کی بنیاد پرکہ ایک ہندونےقران مجید کی بے حرمتی کی تھی، جنوبی پاکستان میں ایک ہندو کمیونٹی سینٹرکونظرآتش کردیا تھا۔ اسی ماہ کے دوران دیگرجگہوں میں بھی چار مندروں پرحملےکیےگئے تھے۔

مذہب کی جبری تبدیلی: عیسائی اور ہندو لڑکیوں اورنوجوان عورتوں کو جبرا" اسلام قبول کروانا اور زبردستی کی شادی ایک دانستہ مسئلہ رہا ہے۔ پاکستان میں امن اور یکجہتی تحریک نے اندازہ لگایا ہے کہ ہرسال سینکڑوں کی تعداد میں ہندوؤں اورعیسائیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

توہین رسالت کے قوانین: ملک کے توہین رسالت کےقوانین جو کہ نمایاں طور پر نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ملک میں استعمال کیے گئے، اقلیتی مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد اور اختلاف رائے رکھنے والے مسلمانوں کو ہدف بناتے ہیں ۔ زیر بیان عرصہ کے دوران پانچ افراد کو موت جبکہ ایک کوعمرقید کی سزا سنائی گئی جس سے پاکستان میں توہین رسالت کے کل قیدیوں کی تعداد 38 ہو گئی۔ اکتوبر کے مہینے میں لاہور کی ہائی کورٹ نے آسیہ بی بی کی سزائے موت کو برقرار رکھا جو ایک عیسائی عورت ہے جس پر 2010 میں اپنے کام کے ساتھیوں کے ساتھ جھگڑے کے بعد توہین رسالت کا الزام لگا تھا، اس نے اپنی کال کوٹھڑی سے پاکستانی صدر سے رحم کی اپیل کی ہے۔ بہت سے دیگرافراد پربھی توہین رسالت کا الزام عائد کیا گیا ہے اور وہ مقدمہ کی کاروائی کا انتظار کر رہے ہیں۔ سال 2014 کے دوران ایک بڑے ٹیلی ویژن اسٹیشن کے مالک اورایک مشہورگلوکار جو بعد میں ایک مذہبی رہنما ہو گیا تھا، کے خلاف اسوقت الزامات عائد کیے گئے جب لوگوں نے محسوس کیا کہ ان کی حرکتوں نے اسلام کی توہین کی ہے۔ زیر بیان عرصہ کے بعد پنجاب کےمحکمہ استغاثہ اور صوبائی عدلیہ نے اعلان کیا کہ انہوں نے مقدمے کی کاروائی کے منتظر توہین رسالت کے 262 مقدمات پر نظر ثانی کرنے کے بعد سفارش کی ہے کہ 50 مقدمات پر اخراج کے لیے نظرثانی کی جائے کیونکہ شکایت کندگان نےمورد الزام اشخاص کو زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔ اس نظر ثانی کے عمل میں کسی بھی مذہبی اقلیت کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔

توہین رسالت کے الزمات کے حوالے سے تشدد کا ارتکاب جاری رہا۔ مارچ 2014 میں ایک عیسائی شخص کو بری ہو جانے کے بعد قتل کردیا گیا تھا۔ مئی کے مہینے میں انسانی حقوق کے ایک ممتاز رہنما، راشد رحمان کو ان کے دفتر میں قتل کر دیا گیا کیونکہ وہ ایک ایسے مسلمان کا دفاع کر رہے تھے جس پر توہین رسالت کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ ستمبر کے مہینے میں ایک ممتاز اسلامی اسکالرکو توہین رسالت کے الزامات کے بعد گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ نومبر کے مہینے میں ایک ہجوم نے ایک عیسائی مرد اور اس کی حاملہ بیوی، جن پر توہین رسالت کا الزام تھا کو اینٹوں کی بھٹی میں پھینک کر ہلاک کر دیا۔ نومبرہی کے مہینے میں ایک پولیس والے نے ایک شیعہ مسلمان کومبینہ طور پر توہین آمیز بیانات دینے کی وجہ سے دوران حراست کلہاڑا مار کر قتل کر دیا۔

توہین رسالت کے قوانین ابتدائی طور پر ہی غیر واضح اوربنیادی انسانی حقوق کے تحفظات سے متصادم ہیں۔ پاکستان میں یہ خاص طورپربتاہ کن ہیں۔ سزائیں شدید قسم کی ہیں: موت یا عمر قید۔ توہین رسالت کی کوئی واضح تعریف نہیں ہے جو الزام کندہ کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیتی ہے کہ آیا توہین رسالت کا واقعہ رونما ہوا ہے یا نہیں۔ نیت کا کوئی ثبوت درکار نہیں ہوتا اور نہ ہی الزامات عائد ہو جانے کے بعد شواہد لازما" پیش کیے جاتے ہیں۔ توہین رسالت کے قوانین میں جھوٹا الزام لگانے کی سزائیں موجود نہیں ہیں البتہ یہ سزائیں فوجداری قوانین کے ضابطوں میں موجود ہو سکتی ہیں۔ خصوصی سزاؤں کی ضرورت اس وقت سامنے آئی جب یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) نے حکومتی اہلکاروں کے سامنے ان واقعات کے بارے میں سوال اٹھایا جن میں توہین رسالت کے جھوٹے الزامات کی بنیاد پرمقدمہ چلایا گیا تھا اور وہ اس کے جواب میں وہ ایک مثال بھی پیش نہ کر سکے۔

احمدیوں پر قانونی پابندیاں: احمدیوں پرشدید قسم کی قانونی پابندیاں عائد ہیں جو کہ قانونی ضابطے اوردستور دونوں میں موجود ہیں اور وہ سرکاری سطح پر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ سال 2014 پاکستان میں دوسری آئینی ترمیم کی چالیسویں سالگرہ منائی گئی تھی جس کے ذریعہ آئین میں تبدیلی کر کے احمدیوں کو "غیر مسلم" قراردیا گیا تھا۔ امتیازی نوعیت کے دیگر قانونی ضوابط احمدیوں کی عبادت کے بنیادی اعمال اور باہمی افعال کو مجرمانہ فعل قرار دیتے ہیں۔ انہیں ووٹ دینے سے بھی روکا جاتا ہے۔

تعلیم: صوبائی نصاب کی کتابوں میں مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیازی نوعیت کا مواد باعث تشویش رہا ہے۔ خیبر پختون خواہ کی صوبائی حکومت نے اکتوبر 2014 میں غیر واضح جہادی حوالہ جات کو بحال کرنے کے بارے میں ایک منصوبے کا اعلان کیا جو تشدد کو ہوا دے سکتا ہے۔ سندھ کی صوبائی وزارت تعلیم نے زیادہ مثبت اندازکا مظاہرہ کرتے ہوئے مذہبی اقلیتوں کے بارے میں امتیازی نوعیت کا تمام مواد خارج کر دینے کا حکم جاری کیا ہے۔ سال کے اختتام پریہ واضح نہ تھا کہ آیا مثبت یا منفی تبدیلیوں پرعمل درآمد ہوا ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں، یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کو مسلمان طالب علموں کے ساتھ ترجیعی سلوک کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں جن کے مطابق مسلمان طالب علم قرآن مجید زبانی یاد کر کے اضافی نمبرحاصل کرسکتے ہیں جس سے انہیں روزگار کے حصول اوریونیورسٹی میں داخلہ حاصل کرنے میں آسانی ہو گی۔ یہ بھی غیرمسلم مذاہب سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے خلاف امتیازی سلوک ہے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) کی طرف سے سال 2011 میں پاکستان کے نصابی کتب سے متعلق انجام دی گئی ایک تحقیق سے معلوم ہوا ہےکہ پاکستانی پبلک اسکولوں اورنجی طور پرچلائے جانے والے مدرسوں کی ایک تشویشناک تعداد کمرہ جماعت میں دی جانے والی تعلیم اورنصابی کتب دونوں میں، مذہبی اقلیتوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ مدرسوں کا نظام تعلیم عام طور پربہت ہی پرانے مذہبی نصاب تعلیم پر انحصار کرتا ہے اور اس کا زیادہ تر حصہ بچوں کو مذہبی سطح پر برداشت اورجداگانہ حیثیت کی اقدار کے بارے میں تعلیم نہیں دیتا۔

امریکی پالیسی

امریکی حکومت کی طرف سے القاعدہ کے ساتھ مقابلہ کرنے اور افغانستان میں امریکی اوربین الاقوامی افواج کی حمایت میں پاکستان ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم افغانستان میں جنگی فوجی دستوں کی تعداد میں کمی سے امریکی حکومت کی طرف سے افغانستان کے لیے سامان کی نقل و حمل اور زمینی ترسیل میں کمی کی وجہ سے پاکستان پر انحصارکم ہو جائے گا۔ اس کے باوجود امریکی حکومت، افغان حکومت کی مخالفت کرنے والے دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کے ساتھ پاکستانی روابط کے خدشات، ملک کے پاس جوہری ہتھیاروں کی موجودگی، ہمسایہ ملک ہندوستان کے ساتھ اختلافی تعلقات اور دیگر مسائل کی وجہ سے پاکستان کے ساتھ مصروف عمل رہے گی۔

مجموعی طور پر پاکستان اورامریکہ کے تعلقات میں طویل مدت سے کشیدگی، مایوسی اور بے اعتباری کا عنصر موجود رہا ہے۔ باہمی تعلقات میں مذہبی آزادی اورانسانی حقوق اعلی درجہ ترجیحات میں شامل نہیں رہے، تاہم اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے نے مؤثر انداز میں ایسے کیسوں کی کھوج رکھی ہے اور امریکی اہلکاروں نے پاکستانی اہلکاروں سے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ حکمت عملی سے متعلق بات چیت [دا سٹریٹیجک ڈائیلاگ (The Strategic Dialogue)] جس کا قیام 2010 میں امریکہ اور پاکستان کے مابین عمل میں لایا گیا تھا اس میں "معیشت اور تجارت، توانائی، سلامتی، جنگی استحکام اورعدم پھیلاؤ، قانون پرعمل درآمد اور دہشت گردی کا مقابلہ، سائنس اور ٹیکنالوجی، تعلیم، زراعت، پانی، صحت اور مواصلات اور عوامی سطح پر سفارت کاری" جیسے موضوعات شامل ہیں لیکن انسانی حقوق شامل نہیں ہیں۔ اگرچہ باہمی تعلقات کو درپیش چیلنجز کی وجہ سے کچھ عرصہ تعلقات التواء میں رہے ہیں تاہم زیر بیان عرصہ کے اختتام پرمنتخب شدہ باہمی ورکنگ گروپ کام کر رہے تھے۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) نے مذہبی برداشت سے متعلق ایک ورکنگ گروپ کی شمولیت کی سفارش کی ہے تا کہ باہمی خدشات کے بارے میں مصروف عمل ہونے کے لیے ایک مثبت فورم تشکیل دیا جائے۔

پاکستان کے ساتھ امدادی تعلقات پیچیدہ اورتغیر پذیر ہیں۔ کانگرس نے پاکستان کے لیے امریکی فوجی امداد کو توثیقی عمل سے مشروط کر دیا ہے جو دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے تعاون پر مرکوز ہے۔ امریکی محکمہ داخلہ نے کانگرس کو مطلع کیا ہے کہ اوباما انتظامیہ جولائی 2014 میں توثیقی ضرورت ختم کر دے گی۔ حالیہ سالوں میں امریکی غیر فوجی امداد میں ڈرامائی اندازسے اضافہ ہوا ہے جبکہ دہائیوں کی مصروفیت کے دوران فوجی امداد جاری

رہی پر اس میں کمی آئی ہے۔ اکتوبر 2009 میں صدر اوباما نے پاکستان کے ساتھ اینہانسڈ پارٹنرشپ ایکٹ (Enhanced Partnership with Pakistan Ac) پر دستخط کیے ہیں (جس کو کیری لوگر برمن ایکٹ بھی کہا جاتا ہے) جس کے ذریعے پاکستان کے لیے غیرفوجی مدد کے سلسلہ میں 7.5$ بلین کی اضافی منظوری دی گئی ہے (پانچ سال کے لیے 1.5$ بلین فی سال)۔ تاہم صرف پہلے سال 1.5$ بلین کی رقم ملی جبکہ اس کے بعد سے ہر سال کے لیے مختص کردہ رقم قریبا" اس کا ایک تہائی حصہ ہے۔ یہ ایکٹ 2014 میں ختم ہو گیا۔ پاکستان کے لیے مالی سال 2015 کے لیے اوباما انتظامیہ کی کل امدادی رقم کی گزارش 822$ ملین تھی۔

سفارشات

پاکستان میں مذہب یا عقیدے کی آزادی کو فروغ دینا امریکی پالیسی کا لازمی طور پرایک اہم جزو ہونا چاہیے اور پاکستان کی بطور سی پی سی نامزدگی امریکہ کو اس قابل کرے گی کہ وہ مطلوبہ اصلاحات بروئے کار لانے کے لیے اسلام آباد پر دباؤ ڈالے۔ وہ قوتیں جو مذہبی اقلیتوں اوراکثریتی مذہب کے پیروکاروں کو نشانہ بناتی ہیں وہ پاکستان اور امریکہ کے لیے سلامتی اور انسانی حقوق کے مسائل کا سبب بنتی ہیں۔ یو ایس سی آئی آر ایف (USCIRF) سفارش کرتی ہے کہ امریکی حکومت:

- جیسا کہ آئی آر ایف اے (IRFA) کے تحت تقاضا کیا گیا ہے پاکستان کواس بنیاد پر "غیر معمولی تشویش کا حامل" ملک نامزد کریں کہ حکومت مذہبی آزادی کے حوالہ سے خاص طور پر شدید قسم کی خلاف ورزیوں کی ذمہ دارہے اور انکو برداشت کرتی ہے مزید یہ کہ پاکستانی حکومت کے ساتھ اقدامات کو سہل بنانے اورصدارتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے ایک واثق معاہدہ کرے؛ اس طرح کا معاہدہ محکمہ داخلہ اور یو ایس ایڈ کے طریق کار کے مطابق متعلقہ صلاحیت کاری میں اضافہ کے لیے کانگرس کے مخصوص کردہ وسائل کے ساتھ منسلک ہونا چاہیے؛

- حکومت پاکستان پردباؤ ڈالے کہ وہ خصوصی پولیس فورس تشکیل دینےکے لیے عدالت عظمی کے فیصلے پر عمل درآمد کرے تاکہ مذہبی گروپوں کو تشدد سے تحفظ فراہم کیا جائے اورجرم کے مرتکب افراد کے خلاف جس میں ہجوم کے حملوں میں شامل انفرادی حملہ آور اور دہشت گرد گروپوں کے اراکین دونوں کے خلاف مؤثرقانونی کاروائی عمل میں لائی جائے ۔؛

- امریکہ اور پاکستان کے درمیان مذہبی برداشت سے متعلق بات چیت کے عمل میں شامل کرنے یا بین الامذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینےسے متعلق دوطرفہ حکومتی کوششوں کے لیے خصوصی طریقہ تشکیل دیئے جانے کے زریعے مرکزی اورصوبائی سطحوں پرایسے منفرد قسم کے حکومتی محکمہ جات کی شناخت کریں جو مذہبی برداشت کومدنظر رکھتے ہیں ؛

- بین الامذاہب ہم آہنگی کی وفاقی وزارت کی ازسرنو تشکیل اور وزارت مذہبی امور سے مذہبی اقلیتوں کے کمیشن کو ہٹانے پر زور دیا جائے تاکہ دونوں کو کابینہ اوروزیراعظم تک براہ راست رسائی مہیا ہو سکے؛

- بین الاقوامی شراکت داروں کے ساتھ کام کرنا تاکہ اسلام آباد میں اور کثیرالاطراف صورتحال میں پاکستانی اہلکاروں کے ساتھ مذہبی آزادی سے متعلق خدشات پربات چیت ہو اور پاکستانی حکومت کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ مذہبی آزادی یا عقیدہ کے بارے میں اقوام متحدہ کے خصوصی رپورٹیئر کوملکی دورے پر مدعو کریں؛

- اس قومی سطح کے نصابی کتب اور نصابی معیار کی حوصلہ افزائی کرے جو وزارت مذہبی امور کی زیر نگرانی چلنے والے حکومتی اسکولوں اور مدرسوں، دونوں کی سطح پر تمام مذاہب کے پیروکاروں کے لیے برداشت کے عمل کو مؤثر انداز میں فروغ دے؛

- حکومت پاکستان کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ عوامی معلومات کے لیے ایک مہم کے ذریعہ ملک میں مذہبی اقلیتوں کے تاریخی کردار، پاکستانی معاشرے کے لیےان کی خدمات، اور انکے مساوی حقوق اور تحفظات؛ اوراس سے ملتے جلتے موضوعات کو متوازی یا آزادانہ اندازمیں نمایاں کرنے کے لیے امریکی پبلک پالیسی کے آلات بروئے کار لائے؛

- پاکستانی اوراسکی صوبائی حکومتوں پر زور دے کہ وہ توہین رسالت کے سلسلہ میں گرفتار تمام افرد کے مقدمات پر نظر ثانی کریں تاکہ ان افراد کو رہائی مل سکے جن پر جھوٹے الزامات عائد کیے گئے ہیں، جیسا کہ پنجاب میں ہورہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان افراد کی غیر مشروط رہائی اور معافی کا مطالبہ بھی کرے جن کو توہین رسالت یا احمدی مخالف قوانین کے تحت جیل میں ڈالا گیا ہے؛

- وفاقی اورصوبائی سطح پراراکین پارلیمان کے ساتھ مل کر ہندو اور عیسائی شادیوں کو تسلیم کرنےکے قانون کو منظورکرنے کی حمایت کریں؛

- توہین رسالت کے قوانین کی منسوخی اوراحمدی مخالف قانونی دفعات کو کالعدم قرار دے؛ جب تک ان اقدامات کی تکمیل ہوتی ہے حکومت پاکستان پر زور دے کہ وہ توہین رسالت کے قانون کی اصلاح کرتے ہوئے توہین رسالت کو قابل ضمانت جرم قرار دے اور/ یا جھوٹے الزامات کے لیے سزائیں شامل کرے یا ضابطہ فوجداری میں موجود اس طرح کی سزاؤں کا اطلاق کرے؛

- اس بات کو یقینی بنائے کہ امریکہ کی طرف سے سلامتی کے سلسلہ میں امداد کے ایک حصہ کوپولیس کی مدد پر خرچ کیا جائے کہ وہ مذہبی اقلیتوں کے افراد اور انکی عبادات گاہوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ایک مؤثر منصوبے پر عمل درآمد کریں؛ اور

- صوبائی وزارات برائے اقلیتی امورکو ان کی صلاحیت کاری میں اضافہ کے لیے یوایس ایڈ کی مالی معاونت فراہم کی جائے اور حکومت پاکستان اور مذہبی اقلیتی کمیونٹیزکے درمیان اقدامات کے لیے ایک ایسا معاہدہ کروانے کی کوشش کرے جوملک کے اندران کے حقوق اورسلامتی کو یقینی بنائیں۔